رسائل و مسائل

اقامت دین اور نظم جماعت

سوال: "رسائل و مسائل" (اگست ۹۹) کے ضمن میں ایک اشکال پیش خدمت ہے:

اقامت دین کا کام فرض عین ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اگر اس سے مراد اپنے جسم پر دین اسلام کے احکامات کا نفاذ ہے تو پھر یہ کام عین فرض ہے۔ اگر اس سے مراد مملکت پر نفاذ دین ہے تو یہ کام حکمرانوں کے کرنے کا ہے۔ ان پر فرض ہے۔ عام مسلم شہری پر یہ کس طرح فرض عین ہو گا؟

میرے ناقص مطالعے کے مطابق' اس صورت میں کسی تحریک اسلامی کی ضرورت نہیں بلکہ اخلاص کے ساتھ دعوت کے کام کی ضرورت ہو گی۔ حکمرانوں تک دعوت حق پہنچانا فرض عین ہو گا نہ کہ ان کے خلاف کھڑے ہو کر احتجاجی تحریک چلانا۔ البتہ آج کے تمدنی اور سیاسی شعور کے زمانے میں' تبدیلی حکومت کی آئینی جدوجہد کرنا ہر شہری کا آئینی حق تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کام جائز تو ہو گا لیکن شرعی طور پر فرض عین نہیں بن جاتا---!

جواب: اگر آپ نے ایمان اور اسلام کی حقیقت پر غور فرمایا ہوتا تو آپ کو اقامت دین کے فرض عین ہونے میں کوئی اشکال نہ پیدا ہوتا۔ ایمان' اللہ کی حکمرانی کو ماننے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمرانی پر ایمان کا تقاضا رسولوں پر ایمان لانا ہے۔ اسی طرح جزا و سزا کے دن پر ایمان بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان کا حصہ ہے' اور اللہ پر ایمان کا حصہ ہے: اللہ تعالیٰ کے نظام کو ماننا۔

اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنی حکمرانی اپنے نبیوں کے ذریعے قائم کرتا ہے۔ اس نے ہر دور میں انبیا علیہم السلام کو مطاع بنا کر بھیجا ہے۔ انبیا علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ ہوتے ہیں۔ ان کا کام لوگوں کو اللہ کے نظام کی طرف اور اپنی اطاعت اور حکمرانی کی طرف دعوت دینا ہے۔ وہ لوگوں کو اپنی اطاعت کے محور پر منظم کر کے ایک امت بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے آخری خلیفہ' رسول اللہ ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حاکمیت' اللہ کے نظام' اور اپنی اطاعت کی طرف انسانوں کو دعوت دی' ایک امت بنائی اور سرزمین عرب کو اللہ کے دین کے لیے مسخر کر دیا اور اللہ تعالیٰ کا دین نازل ہونے کی تکمیل کے ساتھ مکمل

طور پر نافذ بھی ہو گیا۔

صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے بعد دین کو دنیا کے اس حصے تک پہنچایا جسے آج ہم اسلامی ممالک کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ سارے ممالک اسلام کے مسخر کردہ ہیں۔ صحابہ کرامؓ ' تابعین اور بعد کے ادوار میں اہل ایمان نے اسی طرح جہاد و دعوت کے ذریعے انھیں مسخر کیا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمین عرب کو مسخر کیا تھا۔

اللہ کے نازل کردہ نظام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نافذ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نظام آج بھی نافذ ہے۔ جن لوگوں نے اس نظام کو معطل کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے باغی اور محمدؐ کے نافرمان ہیں۔ انگریز نے یہ کام کیا تھا۔ انگریز کے چلے جانے کے بعد مسلمانوں پر لازم تھا کہ اللہ کی شریعت کو بحال کرتے لیکن نام نہاد مسلمان حکمرانوں نے اللہ کی شریعت کو معطل رکھا اور ایک اسلامی ریاست کو علاقائی اور نسلی بنیادوں پر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ آج امت مسلمہ ۶۰ کے قریب مسلمان ریاستوں کی شکل میں تقسیم ہے۔

اللہ پر ایمان' رسولؐ اللہ پر ایمان' روز جزا پر ایمان اور اللہ کے نظام پر ایمان تقاضا کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے نظام کے مقابلے میں دوسرے نظاموں کو رد کر دیں۔ ایسے حکمرانوں کو جو اللہ کے نظام کو معطل رکھنے کے ذمہ دار ہیں' مسترد کر دینا ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے۔

مسلمانوں کو اس بات کا شعور ہو یا نہ ہو' لیکن ایمان کی یہ حقیقت ہے۔ اللہ کے نظام پر ایمان لانے کے ساتھ کسی دوسرے نظام کو نہیں مانا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں کسی دوسرے کے حکم کو نہیں مانا جا سکتا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے سود حرام ہے اور موجودہ حکومت نے اسے حلال کیا ہوا ہے تو کیا سود ایک مسلمان کے لیے حلال اور جائز ہو گیا ہے؟ کیا کل قیامت کے روز سودی کاروبار کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ یہ نہیں پوچھے گا کہ پاکستان میں سودی کاروبار کیوں کرتے تھے؟ اور کیا کوئی شخص یہ جواب دے کر جان بچا لے گا کہ پاکستان میں سود جائز تھا اس لیے میں نے سودی کاروبار کر کے کوئی جرم نہیں کیا؟ تو کیا سودی نظام جاری رکھنے والے حکمران اور ان کے مددگار عوام و خواص' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں مجرم نہیں ہوں گے؟ یہ ایک مثال ہے ورنہ مسئلہ سود ہی کا نہیں ہے بلکہ تمام احکام الٰہی کا ہے۔ عوام کو احکام الٰہی کی تفصیل معلوم نہیں تو کیا اجمالاً بھی وہ نہیں جانتے کہ اللہ کے احکام کو ماننا ضروری ہے اور ان کے مقابلے میں دوسرے احکام کا رد کرنا لازمی ہے۔ اللہ کے احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ نیک لوگوں کو حکمران بنایا جائے۔ کیا اس کے بارے میں عوام و خواص سے باز پرس نہ ہو گی؟ قبر میں منکر و نکیر صرف من ربكَ' من نبيكَ کے سوالات پر اکتفا نہیں کریں گے بلکہ یہ بھی پوچھیں گے "ما دينكَ؟"۔

اقامت دین کے فرض عین ہونے کے یہی معنی ہیں کہ اللہ کے نظام کے مقابلے میں دوسرے نظاموں

کو رد کر دیں۔ اسلامی نظام کے حق میں آواز اٹھانا، اس کی حمایت کرنا، اسلام کے مطابق حکومت قائم کرنے کی حمایت کرنا، یہ خود اسلام پر عمل کرنا ہے۔ مسلمان کے فرائض میں سے یہ فرض ہے۔ آپ اسے دعوت کا نام دے کر حکمرانوں سے ٹکرانے اور ان کے خلاف تحریک چلانے کی فرضیت سے کیسے انکار کر سکتے ہیں۔ وہ نظام جس پر ہم ایمان لائے ہیں، معطل ہے، حکمران اللہ کے باغی ہیں، محمدؐ کی قائم کردہ حکومت ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی ہے، تو وہ تمام لوگ جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں وہ مل کر اس کے خلاف آواز کیوں نہ اٹھائیں؟ اور قرارداد مقاصد میں تو دستوری طور پر بھی اللہ کی حاکیت کو تسلیم کر لیا گیا ہے، تو کیا دستور پاکستان کی حفاظت ہر شہری کا فرض نہیں ہے؟

آپ کا یہ کہنا کہ یہ کام جائز ہو گا لیکن شرعی طور پر فرض نہیں ہے، قطعاً باطل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نظام اور احکام کے مقابلے میں ہر حکم کا انکار فرض ہے اور ایک آدمی بہ یک وقت دو احکام اور دو حکومتوں کو نہیں مان سکتا۔ اللہ کے حکم کو مانے گا تو دوسرے احکام کو رد کرنا ہو گا، اللہ کی حکومت کو مانے گا تو اس کے مقابلے میں دوسری حکومتوں کو رد کرنا لازم ہو گا۔ قرارداد مقاصد کی رو سے ایسی حکومت کا انکار لازمی ہے جو اللہ کے نائب کی بجائے اللہ سے آزاد بلکہ اس کے مقابلے میں حکومت کرے۔ اگر اسلامی حکومت فرض نہیں ہے تو پھر اس کی دعوت کی کیا ضرورت ہے؟ اگر فرض نہیں ہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلامی نظام پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے مواخذہ کیوں ہو گا؟ کیا اس وقت کے لوگوں سے یہ سوال نہ ہو گا کہ کتاب و سنت کے نظام کو قائم کرنے کے لیے کیوں نہ کھڑے ہوئے، اس کی حمایت کیوں نہیں کی! جماعت اسلامی اور جو بھی جماعت مسلمانوں کو ان کا یہ فرض یاد دلاتی ہے، وہ امت کی طرف سے تعاون کی مستحق ہے۔ وہ مستحق ہے کہ اس کی قدر کی جائے، اس کے کام میں اس کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ **(مولانا عبدالمالک)**

اس رسالے میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری ماہنامہ ترجمان القرآن کی انتظامیہ کی نہیں ہے۔ (ادارہ)